چند اخوانی ادیب

ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی ○

الاخوان المسلمون کے پانچ مرشدین عام منتخب ہوئے اور ان تمام رہنماؤں نے اپنے اپنے دور میں تحریک اسلامی اور ملک کی قیادت اپنے ذوق و رجحان اور صلاحیت و صالحیت کے مطابق کی۔ ان سب کا مطالعۂ اسلام بڑا وسیع و عمیق اور مشاہدۂ کائنات و تجزیۂ حالات بڑا بصیرت افروز، چشم کشا اور معنی خیز تھا۔ انھوں نے حق و باطل کی کش مکش میں کاروان اسلام کی علم برداری کی اور قیدو بند اور طوق و سلاسل کی تمام آزمایشوں کو خندہ پیشانی سے قبول کر کے دعوت و عزیمت اور جہاد و شہادت کی قندیلیں روشن رکھیں اور تاریخ اسلام میں فریضہ تجدید و احیائے دین کے باضابطہ تسلسل کی ضمانت فراہم کی۔ ان شہدائے حق اور فاتحین سلاسل کی تحریروں اور تقریروں نے عالم اسلام میں احیا و اصلاح کی لہر دوڑا دی۔ ادیبوں اور شاعروں کے قلم میں ارتعاش پیدا کر دیا اور ان کی شاعری اور ان کا ادب لذت و تفریح اور بے مقصدیت سے کنارہ کش ہو کر زندگی کی اعلیٰ اقدار اور آفاقی اصولوں سے ہم آغوش ہو گیا۔

مرشد اول امام حسن البناؒ کی تحریروں میں سوز و گداز اور حدت و تپش تھی۔ ان کی شخصیت بڑی پُرکشش اور سحر آفریں تھی۔ ان کے الفاظ بڑے رسیلے اور میٹھے ہوتے تھے۔ مرشد ثانی حسن اسماعیل الھضیبیؒ فقہ و قانون کے ماہر تھے۔ ان کی تحریروں میں زور استدلال اور شان تفقہ نمایاں تھی۔ ان کی کتاب دعاۃ لاقضاۃ نے جبر و تشدد اور تکفیر کے ہم نواؤں کے ناطقے بند کر دیے اور ان کے سارے دلائل ہوا ہو گئے۔ تیسرے مرشد سید عمر تلمسانیؒ کو تجربات و مشاہدات کا حصہ وافر نصیب ہوا تھا اور عزیمت و استقامت کی تاریخ رقم کرنے کی سعادت ان کے حصے میں آئی تھی۔ ان کے جرأت مندانہ موقف نے عالم اسلام کو ان کا دیوانہ بنا دیا۔ چوتھے مرشد عام محمد حامد ابوالنصرؒ کم گو اور کم نویس تھے مگر عہد ناصری کے مظالم کی روداد لکھی تو پہلی بار تحریک کی کچھ اندرونی کمزوریاں اور منافقین کی ریشہ دوانیاں سامنے آئیں۔

○ ریڈر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، بھارت

موجودہ مرشد عام مصطفیٰ مشہور مدظلہ العالی ایک کامیاب مصنف، محاضر اور خطیب ہیں اور اسلام اور تحریک اسلامی کے مسائل پر کھل کر گفتگو کرتے ہیں۔

مرشدین عام کے علاوہ اخوان المسلمون کی صفوں میں درجہ اول کے ادیب اور مصنف پیدا ہوئے جنھوں نے انسانیت کے تمام مسائل پر اسلام کی مدلل، باوقار اور بے لاگ ترجمانی کی۔ یہ ادیب مصر کے علاوہ شام، لبنان، سعودی عرب، کویت، قطر، عراق، فلسطین، اردن اور عالم عرب اور عالم اسلام کے دوسرے ملکوں میں اپنی تحریروں سے امت اسلامیہ کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ایسے اسلام پسند ادیبوں اور مصنفین کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے مگر یہاں صرف چند شخصیات کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔ خاص طور سے وہ اعلام اور علما یہاں زیربحث ہیں جن کی تحریروں کے اردو میں تراجم ہوئے اور ان ترجموں نے ہندو پاک کی اسلامی فکر کے ارتقا پر اپنے اثرات مرتب کیے۔

سید قطب

عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت جسے الاخوان المسلمون کا نظریہ ساز (ideologue) قرار دیا گیا، پورا نام سید قطب ابراہیم حسین شاذلی تھا، ۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو بالائے مصر کے اسیوط شہر کے گاؤں موشا میں پیدا ہوئے۔ والد ابراہیم قطب، مصطفیٰ کامل کی پارٹی الحزب الوطنی کے رکن تھے۔ ۱۰ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ ۱۹۱۸ء میں سرکاری اسکول سے ثانوی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۸ء میں دارالعلوم قاہرہ میں غیررسمی طور سے کلاسز میں حاضری دی مگر ۱۹۳۰ء میں یہاں باضابطہ داخلہ لے لیا اور ۱۹۳۳ء میں بی اے ایجوکیشن کی ڈگری حاصل کی۔ اپنی ذہانت و صلاحیت کی بدولت اسی کالج میں وزارت تعلیم کی جانب سے استاذ مقرر ہوئے۔ یہاں آپ کی ملازمت ۱۹۵۱ء تک رہی۔ آخر کے کچھ سال آپ نے انسپکٹر آف اسکولز کی حیثیت میں گزارے۔ اسی دوران ۱۹۴۸ء میں سید قطب کو مغربی نظام تعلیم کے مطالعہ کے لیے امریکہ جانے کا موقع ملا۔ وہاں یونی ورسٹی آف ناردرن کولوریڈوز ٹیچرز کالج کے ولسنز ٹیچرز کالج میں آپ نے داخلہ لیا اور ایجوکیشن میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ کیلی فورنیا کی اسٹان فورڈ یونی ورسٹی سے بھی آپ نے استفادہ کیا۔ واشنگٹن کے علاوہ نیویارک، شکاگو، سان فرانسسکو، لاس اینجلز اور دوسرے شہروں میں بھی جانے کا آپ کو موقع ملا۔ واپسی پر انگلستان، اٹلی اور سوئٹزرلینڈ میں بھی چند ہفتے آپ نے گزارے۔ امریکہ کے قیام میں آپ نے مغربی تہذیب کی بربادی کا بچشم خود مشاہدہ کیا اور اسلام پر ان کے ایمان و ایقان میں اضافہ ہوا۔

۱۹۳۰ء کے دور میں مصنف نے شاعری، ادب اور تنقید کے میدان میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے۔ ابتدا میں طٰہٰ حسین، عباس محمود العقاد اور احمد حسن الزیات سے بڑے متاثر تھے۔ مگر بعد میں ان کے اسلوب اور افکار کے مخالف اور ناقد بن گئے۔ اب امریکہ سے واپس ہوتے ہی ملک کے سماجی، معاشی

اور سیاسی و تہذیبی مسائل میں دل چسپی لی اور وزارت تعلیم میں مشیر کے عہدہ پر ترقی کے روشن امکان کو مسترد کر کے ملازمت ہی کو خیرباد کہہ دیا۔ ۱۹۵۳ء میں الاخوان المسلمون میں شرکت اختیار کرلی اور اس کے ترجمان الاخوان المسلمون کے مدیر مقرر کیے گئے۔ بعد میں انھیں جماعت کے مرکزی دفتر میں شعبہ توسیع دعوت کا انچارج اور پھر مکتب الارشاد کا رکن منتخب کیا گیا۔ مارچ ۱۹۵۳ء میں مصر کے معاشرتی بہبود کے سرکل نے ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے دمشق بھیجا جہاں آپ نے مختلف موضوعات پر لیکچر دیے۔ اس سال دسمبر میں آپ نے بیت المقدس میں منعقد ہونے والی اسلامی کانفرنس میں شرکت کی۔

۱۰ ستمبر ۱۹۵۴ء کو اخبار الاخوان المسلمون حکومت کی طرف سے بند کر دیا گیا کیونکہ اس نے اس اینگلو مصری پیکٹ کی مخالفت کی تھی جو ۷ جولائی ۱۹۵۴ء کو جمال عبدالناصر اور انگریزوں کے مابین ہوا تھا۔ یہیں سے اخوان اور ناصر کے مابین کش مکش کا آغاز ہوا۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء میں ایک محفل میں تقریر کرتے ہوئے صدر ناصر پر قاتلانہ حملہ ہوا اور حکومت نے اس کی ذمہ داری اخوان پر ڈال دی۔ دوسرے رہنماؤں کے ساتھ سید قطب بھی گرفتار کر لیے گئے۔ ۱۳ جولائی ۱۹۵۵ء کو عوامی عدالت نے آپ کو ۱۵ برس قید بامشقت کی سزا سنائی۔ ابھی قید کی زندگی کو ایک ہی سال گزرا تھا کہ حکومت کے ایک نمایندے نے جیل میں ان سے ملاقات کر کے درخواست کی کہ چند سطریں معافی کی لکھ دیں تو جیل سے آپ کو رہا کر دیا جائے گا مگر سید قطب نے یہ پیش کش ٹھکرا دی۔ ۱۹۶۴ء کے وسط تک موصوف ملک کے مختلف جیل خانوں میں رہے۔ ابتدائی تین برسوں میں آپ کے ساتھ انتہائی جبر و تشدد اور اذیت و تعذیب کا سلوک روا رکھا گیا مگر بعد میں کچھ سانس لینے کی مہلت نصیب ہوئی تو تفسیر قرآن فی ظلال القرآن کی تکمیل میں لگ گئے۔ آخرکار عراق کے صدر عبدالسلام عارف مرحوم کی مداخلت پر آپ کو جیل سے رہائی ملی۔ اگست ۱۹۶۵ء میں سید قطب دوبارہ حکومت کا تختہ الٹنے کے الزام میں گرفتار کر لیے گئے اور ۲۵ اگست ۱۹۶۶ء کو عالم اسلام کے سخت احتجاج کے باوجود پھانسی پر لٹکا دیے گئے (سید قطب شہید کی تحریکی، ادبی اور علمی زندگی کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے، **سید قطب شہید: حیات و خدمات**، ڈاکٹر عبیداللہ فہد فلاحی و ڈاکٹر محمد صلاح الدین عمری، منشورات، منصورہ، لاہور)۔

سید قطب کی تصانیف کی تعداد ۲۲ ہے جو اس طرح ہیں: ۱- **فی ظلال القرآن**، ۲- **العدالة الاجتماعية فی الاسلام**، ۳- **مشاهد القيامة فی الاسلام**، ۴- **التصوير الفنی فی القرآن**، ۵- **معركة الاسلام والراسمالية**، ۶- **السلام العالمی والاسلام**، ۷- **دراسات اسلامية**، ۸- **النقد الادبی: اصوله، ومناهجه**، ۹- **نقد كتاب مستقبل الثقافة فی مصر**، ۱۰- **كتب و شخصيات**، ۱۱- **نحو مجتمع اسلامی**، ۱۲- **امريكه التی رايت**، ۱۳- **اشواک**، ۱۴- **طفل من القرية**، ۱۵- **المدنية المسحورة**، ۱۶- **الاطياف الاربعة**، ۱۷- **القصص**

الدينية، ۱۸- فاقلة الرقيق، ۱۹- حلم الفجر، ۲۰- الشاطى المجهول، ۲۱- مهمة الشاعر فى الحيوة، ۲۲- معالم فى الطريق۔

عبدالقادر عودہ (م ۱۹۵۴ء)

شیخ عبدالقادر عودہ ایڈووکیٹ اخوان المسلمون کے نمایاں رہنماؤں میں سے تھے۔ موصوف شاہ فاروق کے دور میں مصری عدالت کے جج تھے مگر انھوں نے اس بنا پر اس عظیم منصب سے استعفا دے دیا تھا کہ وہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے غیرالٰہی قانون کے تحت مقدمات کے فیصلے جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اس کے بعد وہ اخوان سے منسلک ہو گئے اور نائب مرشد عام کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ موصوف متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی جس کتاب کو سب سے زیادہ شہرت نصیب ہوئی وہ **التشريع الجنائى الاسلامى** (اسلام کا قانون فوجداری) ہے۔ اس کتاب نے دنیا کے قانون دان حلقوں سے بے پایاں خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ انھوں نے یہ کتاب ۱۹۵۱ء میں تصنیف کی تھی۔ اس کتاب کی اہمیت و ندرت کے پیش نظر حکومت کی طرف سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ مصنف کو فواد الاول انعام دیا جائے مگر شرط یہ لگائی گئی کہ اس کتاب کے دو جملے حذف کر دیے جائیں۔ ایک جملہ یہ تھا کہ اسلام موروثی بادشاہت کا قائل نہیں ہے اور دوسرا یہ کہ اسلام میں کوئی حاکم قانون سے بالا نہیں ہے۔ مصنف نے یہ جملے حذف کرنے سے انکار کر دیا اور اس انعام کو ٹھکرا دیا جو ایک ہزار مصری پونڈ کی مقدار میں انھیں مل رہا تھا۔ انھیں شاہ فاروق کی ناراضگی بھی مول لینا پڑی کیونکہ ان جملوں کی زد براہ راست فاروق پر پڑتی تھی۔ عودہ کی دیگر تصانیف اس طرح ہیں:

○ **الاسلام و اوضاعنا القانونية** (اسلام اور ہمارا قانونی نظام) ○ **الاسلام و اوضاعنا السياسية** (اسلام اور ہمارا سیاسی نظام) ○ **المال والحكم فى الاسلام** (اسلام میں مالیات اور حکمرانی کے اصول) ○ **الاسلام حائر بين جهل ابنائه وعجز علمائه** (اسلام اپنے فرزندوں کی جہالت اور اپنے علما کی کوتاہ دستی پر حیران ہے!) (خلیل احمد حامدی، اخوان السملمون، تاریخ، دعوت، خدمات، ص ۸۰-۸۱)۔

دسمبر ۱۹۵۴ء میں جن چھ اخوانی رہنماؤں کو پھانسی کی سزا دی گئی ان میں عبدالقادر عودہ شہید بھی تھے۔ پیرس کے اخبار فرانس سوار نے ان رہنماؤں کی شہادت کے چشم دید ایمان افروز واقعات لکھے ہیں۔ نامہ نگار کہتا ہے کہ:

چھٹا اور آخری ملزم جسے دار کی طرف بڑھنا تھا، شیخ عبدالقادر عودہ تھے۔ موصوف اخوان کی تحریک کے فکری رہنما ہیں۔ نجیب اور اخوان کے درمیان آپ ہی حلقہ اتصال تھے۔ انھوں نے عدالت کے اندر عدالت کے فیصلوں پر بڑی عالمانہ بحث کی اور جب انھیں موت کا فیصلہ سنایا گیا تو جواب میں مسکرا دیے اور شکریے کے ساتھ اسے قبول کیا۔ یہ ہمارے سامنے اس انداز سے گزرے کہ

ان کی گردن بلند تھی اور تحمل قدم قدم سے عیاں تھا۔ آنکھوں میں مسکراہٹ تھی۔ گرج دار آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے اور آخر میں انھوں نے چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ "اگر میں اللہ کی راہ میں جان دے رہا ہوں تو پھر مجھے کسی چیز کی پروا نہیں ہے"۔ انھوں نے اپنا سر اچھی طرح اوپر اٹھا کر کہا "میرا خون نظام حاضر کے لیے لعنت ثابت ہو گا"۔ انھوں نے کوئی چیز لینے سے انکار کر دیا۔ تختہ دار کی جانب جاتے ہوئے وہ اپنے دونوں جلادوں سے آگے نکل گئے (ایضاً' ص ۸۷)۔

مصطفی محمد الطحان

اخوان المسلمون کے بانی اور رہنماؤں کی تحریروں سے متاثر ہوئے اور زندگی اسلامی تحریک کی خدمت میں وقف کر دی۔ ۱۹۳۸ء میں لبنان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۴ء میں استنبول یونی ورسٹی ترکی سے کیمیکل انجینئرنگ میں ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۷۹ء تک کویت میں پٹرولیم کے میدان میں ملازمت کی۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۴ء کے درمیان ترکی میں اسلامی طلبہ تحریکات کے قیام و استحکام کے لیے متحرک رہے۔ ۱۹۶۹ء میں عالم عرب میں موجود استنبول یونی ورسٹی کے فارغ التحصیل طلبہ کی تنظیم قائم کی اور انھیں احیاے اسلام کے لیے جدوجہد کرنے پر ابھارا۔ **الاتحاد الاسلامی العالمی للمنظمات الطلابیه کویت** کی تاسیس میں پیش پیش رہے اور اس کے قیام کے پہلے سال ہی ۱۹۶۹ء میں خازن مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۹ء' ۱۹۷۱ء' ۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۷ء کے دوران آپ برابر اس کی جنرل سکریٹریٹ کے رکن منتخب ہوتے رہے۔ جولائی ۱۹۸۰ء میں اس عالمی تنظیم کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اس تنظیم کے شعبہ اشاعت کتب کے تحت دنیا کی ۱۰۰ سے زیادہ زبانوں میں اسلامی ادبیات کے تراجم اور ان کی نشرواشاعت کے عظیم منصوبے کے براہ راست نگراں بھی رہے۔ عالم اسلام کی اسلامی تحریکات کی خبروں کی اشاعت کے لیے بیک وقت انگریزی اور عربی میں مجلہ **الاخبار بلیٹن** کی ادارت کر رہے ہیں۔ اس وقت **الموتمر العالمی للتجمعات الاسلامیة** کے جنرل سیکرٹری ہیں جس کا صدر دفتر استنبول میں ہے۔

فکر اسلامی اور دعوتی و جہادی تحریکات پر آپ نے بیسیوں کتابیں لکھیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

○ **الفکر الحرکی بین الاصالة والانحراف** (تحریکی فکر' بنیاد پرستی اور انحراف کے درمیان) ○ **الحرکة الاسلامیة الحدیثة فی ترکیا** (ترکی میں جدید اسلامی تحریک) ○ **القومیة بین النظریة والتطبیق** (قومیت' نظریہ اور نفاذ) ○ **نظرات فی واقع الدعوة والدعاة** (دعوت اور داعی کے مسائل پر غوروفکر کے چند پہلو) ○ **نظرات فی واقع المسلمین السیاسی** (مسلمانوں کی سیاسی صورت حال پر چند

مباحث) ○ القيادة في العمل الاسلامي (اسلامی کاز کی قیادت) ○ في التدريب التربوي (تربیتی ٹریننگ کے مسائل) ○ حاضر العالم الاسلامي ۱۹۹۱ م (۱۹۹۱ء میں عالم اسلام کی صورت حال) ○ حاضر العالم الاسلامي ۱۹۹۲ م (۱۹۹۲ء میں عالم اسلام کی صورت حال) ○ فلسطين والمؤامرة الكبرى (فلسطین اور عالمی سازشیں) ○ مستقبل الاسلام في القوقاز و بلاد ماوراء النهر (قفقاز اور بلاد ماوراء النہر میں اسلام کا مستقبل) ○ دور الشباب في اعادة بناء الامة (امت کی تعمیر نو میں نوجوانوں کا کردار) ○ النظام الاسلامي منهاج متفرد (اسلام، ایک منفرد نظام) ○ رد على كتاب آيات شيطانية (شیطانی آیات کی تردید) ○ شخصية المسلم المعاصر (معاصر مسلمان کا تشخص) ○ تحديات سياسية تواجه الحركة الاسلامية (اسلامی تحریک، سیاسی بحرانوں کے مقابلہ میں) ○ المراة في موكب الدعوة (دعوت دین اور خواتین)۔ (مصطفیٰ محمد الطحان، وسط ایشیا میں اسلام کا مستقبل، اردو ترجمہ ڈاکٹر عبیداللہ فہد فلاحی، ہلال پبلی کیشنز، علی گڑھ، ۱۹۹۶ء، ٹائٹل کا آخری صفحہ)۔

ڈاکٹر طه جابر العلوانی

آپ ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں عراق میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم وطن ہی میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے مصر گئے اور ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۹ء میں جامعہ الازہر قاہرہ سے كلية الشريعة سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ یہیں سے ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء میں ایم اے کیا اور ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۳ء میں اصول الفقہ میں پی ایچ ڈی بھی یہیں سے کیا۔

ڈاکٹر طہٰ جابر العلوانی ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء سے ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء تک دس سال جامعہ الامام محمد بن سعود ریاض میں فقہ اور اصول فقہ کے پروفیسر رہے۔ علوم و فنون کی اسلام کاری اور لسانی و عمرانیاتی علوم و مسائل کے اسلامی مطالعہ سے فاضل مصنف کو خصوصی دلچسپی رہی۔ یہ تحریک انھیں اخوان کے بانی اور رہنماؤں کی تحریروں اور ان کے صبر و عزیمت کی داستانوں سے ملی۔ چنانچہ ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ایسے ہی ایک علمی و تحقیقی ادارہ کی بنیاد پڑی تو موصوف اس کے موسسین میں شامل تھے۔ اس ادارہ کا نام رکھا گیا المعهد العالمي للفكر الاسلامي (International Institute of Islamic Thought) موصوف آج کل اس کے صدر اور بورڈ آف ٹرسٹیز کے رکن رکین ہیں۔ اس ادارہ نے ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی شہید کی قیادت میں علمی محاذ پر بڑا قیمتی اور عظیم الشان کارنامہ انجام دیا اور وہ ہے عمرانیاتی علوم کی اسلام کاری کی تحریک کی داغ بیل۔ ڈاکٹر العلوانی رابطہ العالم الاسلامی مکہ کے موسس رکن ہیں۔ ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء سے منظمة المؤتمر الاسلامي اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے ممبر ہیں اور ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء سے فقہ کونسل آف نارتھ امریکہ کے صدر ہیں۔

اسلامی فقہ آپ کی دلچسپی کا خصوصی موضوع ہے۔ مندرجہ ذیل تصانیف بڑی اہم ہیں:

امام فخرالدین رازی کی کتاب المحصول فی علم الفقہ کی ترتیب و تحقیق (چھ جلدوں میں)۔

O الاجتهاد والتقليد فى الاسلام (اسلام میں اجتہاد اور تقلید) O حقوق المتهم فى الاسلام (اسلام میں ملزم اور متہم کے حقوق) O ادب الاختلاف فى الاسلام (اسلام میں اختلاف کے اصول) O اصول الفقه الاسلامى منهج بحث و معرفة (اسلامی فقہ کے اصول اور منہاجیات)۔

فکر اسلامی کے دوسرے موضوعات پر بھی آپ نے گراں قدر کام کیا ہے۔ مثال کے طور پر:

O اصلاح الفكر الاسلامى بين القدرات والعقبات' ورقة عمل (فکر اسلامی کی اصلاح' صلاحیتیں اور رکاوٹیں) O الازمة الفكرية المعاصرة (معاصر فکری بحران) O خواطر فى الازمة الفكرية والمازق الحضارى فى الامة الاسلامية (امت مسلمہ کو درپیش فکری و تہذیبی بحران پر کچھ بحثیں)۔

(Taha Jabir al-Alwani, ijtihad, International Institute of Islamic Thought, Herndon, USA, 1993, p. 32.)

ڈاکٹر عماد الدین خلیل

موصوف عراق کے شہر الموصل میں ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم کی تکمیل کے بعد بغداد یونی ورسٹی ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں بی اے اور ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میں اسلامی تاریخ میں ایم اے کیا۔ اس کے بعد جامعہ عین شمس قاہرہ میں پی ایچ ڈی میں داخلہ لیا اور ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء میں تاریخ اسلامی میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ ۸۷-۱۳۸۶ھ / ۶۷-۱۹۶۶ء میں سنٹرل لائبریری الموصل یونی ورسٹی عراق کے ڈائرکٹر بھی رہے۔ اسی یونی ورسٹی کے آرٹس کالج میں ۱۳۸۷ھ سے ۱۳۹۷ھ تک (۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۷ء تک) اسسٹنٹ لیکچرار' لیکچرار اور ایسوسی ایٹ پروفیسر رہے اور اسلامی تاریخ' منہاجیات تحقیق اور فلسفہ تاریخ کے مضامین کی تدریس کی۔ ۱۳۹۷ھ سے ۱۴۰۷ھ (۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۷ء) تک آپ نے شعبہ اثریات کے صدر' کلچرل میوزیم لائبریری کے ڈائرکٹر اور عراقی منطقہ شمالی کے آثار قدیمہ اور عجائب گھروں کے جنرل ڈائرکٹوریٹ میں سینیئر ریسرچ فیلو کی حیثیت میں شاندار خدمات انجام دیں۔ آج کل صلاح الدین یونی ورسٹی اربیل عراق کے آرٹس کالج میں اسلامی تاریخ' منہاجیات و فلسفہ تاریخ کے پروفیسر ہیں۔

ڈاکٹر عمادالدین خلیل نے مختلف عرب یونی ورسٹیوں اور علمی' تحقیقی اور تربیتی اداروں میں لیکچرز اور توسیعی خطبات دیے اور خلیجی ممالک کی تنظیم Islamic, Educational, Scientific and Cultural Organization (ISESCO) میں مختلف علمی اور تحقیقی منصوبوں کی تکمیل میں تعاون کیا۔ مختلف عالمی علمی اجتماعات اور کانفرنسوں میں بھی شرکت کرتے رہے۔ ان میں ۱۹۷۱ء کی بغداد میں یونی ورسٹی ایجوکیشن پر

پہلی انٹرنیشنل کانفرنس اور ۱۹۷۹ء میں قطر میں منعقد سیرت اور سنت نبوی پر تیسری عالمی کانفرنس اہم ہیں۔ اسلامی تاریخ' منہاجیات اور فلسفہ تاریخ نیز ادب و تنقید پر آپ کی تخلیقات بہت قابل دید ہیں۔ آپ ۵۰ سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں اور سیکڑوں مقالات و مضامین شائع کرا چکے ہیں۔

(Taha Jabir al-Alwani and Imad al-Din Khalil, The Quran and the Sunnah: The Time-Space Factor, International Institute of Islamic Thought, Herndon, USA, 1991, pp 57-58).

آپ کی چند کتابیں یہ ہیں: ○ مع القرآن فی عالمہ الرحیب (قرآن کی وسیع کائنات میں) ○ آفاق قرآنیہ (قرآنی آفاق) ○ مقال فی العدل الاجتماعی (اسلام کے عدل اجتماعی پر ایک گفتگو) ○ الاسلام فی مواجھۃ المادیۃ (سائنس مادیت کے مقابلہ میں) ○ مدخل الی موقف القرآن من العلم الحدیث (جدید سائنس کے تئیں قرآن کا موقف) ○ حول اعادۃ تشکیل العقل المسلم (فکر اسلامی کی تشکیل جدید) ○ فی الرؤیۃ الاسلامیۃ (اسلامی تناظر) ○ فی النقد الاسلامی المعاصر (معاصر اسلامی تنقید نگاری) ○ مدخل الی نظریۃ الادب الاسلامی (ادب اسلامی کا نظریہ) ○ حول اعادۃ کتابۃ التاریخ الاسلامی (اسلامی تاریخ نگاری کی تشکیل نو) ○ التفسیر الاسلامی للتاریخ (تاریخ کی اسلامی تفسیر) ○ فی التاریخ الاسلامی: فصول فی المنہج والتحلیل (اسلامی تاریخ: منہاجیات اور تجزیہ پر چند مباحث) ○ ابن خلدون اسلامیا (علامہ ابن خلدون' اسلام کے علم بردار مفکر) ○ دراسۃ فی السیرۃ (سیرت طیبہ پر ایک مطالعہ) ○ الامارات الارتقیۃ فی الجزیرۃ والشام: اضواء جدیدۃ علی المقاومۃ الاسلامیۃ للصلیبیین والتتر (جزیرہ عرب اور شام میں ارتقی حکومتیں: صلیبیوں اور تاتاریوں کے خلاف اسلامی مزاحمت پر نئی روشنی) ○ ملامح الانقلاب الاسلامی فی خلافۃ عمر بن عبدالعزیز (حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں اسلامی انقلاب کے نقوش) ○ مدخل الی اسلامیۃ المعرفۃ مع مخطط مقترح لاسلامیۃ علم التاریخ (علم کی اسلام کاری' تاریخ کی اسلامی تشکیل نو پر ورک پلان)۔ (عماد الدین خلیل' مدخل الی اسلامیۃ المعرفۃ مع مخطط مقترح لاسلامیۃ علم التاریخ' المعھد العالمی للفکر الاسلامی' ہیرنڈن' امریکہ' ۱۹۹۱ء' ٹائٹل' ص ۲)۔

ڈاکٹر عبدالحمید احمد ابو سلیمان

سعودی عرب کے شہر مکۃ المکرمہ میں شوال ۱۳۵۵ھ / دسمبر ۱۹۳۶ء میں آپ پیدا ہوئے۔ ہائر سیکنڈری کی سند ۱۹۵۵ء میں مکہ سے حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے قاہرہ تشریف لائے اور وہاں کے کالج آف کامرس سے پولٹیکل سائنس میں ۱۹۵۹ء میں بی اے اور پھر ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۱۹۷۳ء

میں پنسلوانیا یونی ورسٹی فلاڈلفیا سے اسلام اور بین الاقوامی تعلقات کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کے تحقیقی مقالہ کا عنوان تھا:

The Islamic Theory of International Relations: New Directions for Islamic Methodology and Thought.

بعد میں المعهد العالمی للفکر الاسلامی نے ۱۹۸۷ء میں اسے تزک و احتشام سے شائع کیا۔

ڈاکٹر ابو سلیمان نے سپریم پلاننگ بورڈ میں ۶۴-۱۹۶۲ء میں اس کے قائم مقام معتمد کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۶۴ء میں ریاض یونی ورسٹی کے اسکول آف کامرس میں اور بعد میں اسکول آف پبلک ایڈمنسٹریشن میں لیکچرار مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۲ء سے ۱۹۸۴ء تک پولٹیکل سائنس شعبہ کے صدر رہے۔ اس کے بعد دو سال کی رخصت لے کر المعهد العالمی للفکر الاسلامی امریکہ کے ڈائرکٹر جنرل کے منصب پر فائز ہوئے۔

موصوف نے ۱۹۷۲ء میں ایسوسی ایشن آف مسلم سوشل سائنٹسٹس (Association of Muslim Social Scientists) کی بنیاد رکھی تھی۔ وہیں سے علمی و فکری سطح پر اسلام کاری کے لیے ایک بین الاقوامی ادارہ کے قیام کا خاکہ ذہن میں آیا تھا جو دوسرے اصحاب فکر، احباب اور رفقا کے تعاون سے ۱۹۸۱ء میں المعهد العالمی للفکر الاسلامی کی تاسیس کی شکل میں ظہور پذیر ہوا۔ موصوف نے اس عالمی ادارہ کی سربراہی اس کی تاسیس سے لے کر ۱۹۸۴ء تک فرمائی۔ اس وقت آپ انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی ملایشیا کے ریکٹر کے عہدہ پر مامور ہیں۔

فاضل محقق عالم اسلام کے مسائل و معاملات پر بصیرت و ادراک کے ساتھ مختلف علمی، تحقیقی، تعلیمی اور تربیتی و تہذیبی اداروں اور تنظیمات کی رہنمائی میں شریک اور امت مسلمہ کی فکری و دانش ورانہ قیادت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے اسلامی میراث کی منہاجیات کو موضوع بحث بنایا ہے۔ آپ کی کچھ اہم تحریریں یہ ہیں: ○ قضية المنهجية فی الفکر الاسلامی (فکر اسلامی میں منہاجیات کا مسئلہ) ○ ازمة العقل المسلم (فکر اسلامی کا بحران)۔

Abdul Hamid A. Abu Sulayman, The Islamic Theory of International Relations, IIIT, Herndon, 1987, Title Cover p.2.

ڈاکٹر فتحی یکن

لبنان میں اسلامی تحریک کی تخم ریزی کرنے والوں میں فتحی یکن کا نام بہت نمایاں ہے۔ آپ نے امام حسن البنا اور اخوانی رہنماؤں سے کسب فیض کیا۔ ان کی تحریک سے متاثر ہوئے اور لبنان میں اسلامی احیا و

تجدید کے فرائض میں لگ گئے۔ آپ کی پیدائش طرابلس میں ۱۹۳۳ء میں ہوئی۔ وہ دراصل "یکن" خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جس کا اصلاً تعلق ترکی کے شہر سیواس سے تھا۔ یہ خاندان علم و تہذیب میں مشہور تھا۔ ابتدائی تعلیم المعهد الامریکی سے حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں الیکٹرانک انجینئرنگ سے فراغت پائی۔ وہ اپنے مضمون کے ماہر اور تجربہ کار انجینئر تھے۔ انھوں نے ایک ریڈیو اسٹیشن کا خاکہ بنایا جس نے چھٹی دہائی کے اوائل میں صوت لبنان الحر کے نام سے کام کرنا شروع کیا۔ اس ریڈیو اسٹیشن نے آگے چل کر ۱۹۷۴ء میں اذاعة صوت المجاهدين کا نام اختیار کر لیا۔ ۱۹۷۳ء میں آپ نے کراچی یونی ورسٹی پاکستان سے اسلامک اسٹڈیز میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آغاز عمر ہی سے تحریک اسلامی کے مسائل میں دل چسپی لی۔ الجماعة الاسلامية کی بنیاد ڈالی۔ اس کے سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے اور ۱۹۹۲ء میں لبنانی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہونے تک اس منصب پر فائز رہے۔ اس وقت بھی وہ پارلیمنٹ کے رکن اور الجماعة الاسلامية کے صدر ہیں۔

لبنان عالم عرب میں کثیرالمذاہب والقومیات' مخصوص رجحان اور طرز فکر کا حامل ملک ہے۔ ملک کی آبادی تین ملین سے زیادہ نہ ہو گی جبکہ اس کی مساحت (رقبہ) ۱۰ ہزار ۴ سو مربع کلومیٹر ہے اور ۱۷ مذاہب سے زائد وہاں وجود رکھتے ہیں۔ ایسے ملک میں دعوت اسلامی کا اپنا ایک مخصوص اسلوب اور منہاج ہو گا جو عالمی تحریکات اسلامی سے جدا اور ممتاز ہوگا۔ ۱۹۹۲ء کے پارلیمانی انتخابات میں الجماعة الاسلامية نے شرکت کی اور دو نشستوں پر کامیابی حاصل کر کے لبنان کی سیاست میں ایک نئے تجربے کا آغاز کیا۔ لبنانی پارلیمنٹ میں تین سال گزارنے کے بعد ڈاکٹر فتحی یکن نے اس تاثر کا اظہار کیا کہ سوویت یونین کے زوال کے بعد بائیں بازو سے تعلق رکھنے والی سیاسی جماعتیں اس وقت شکست و ریخت سے دوچار ہیں اور عوام کو بھی اب احساس ہو گیا ہے کہ یہ ملک و قوم کو خندق میں دھکیل رہی ہیں۔ دوسری بات انھوں نے یہ بتائی کہ ناصرازم' قومیت' اشتراکیت اور بعثیت وغیرہ ملحدانہ نظریات اور تحریکوں نے اقتدار میں آنے کے بعد ہر ملک کی تحریک اسلامی کو قیدوبند' داروگیر اور ایذا و تعذیب کا نشانہ بنایا ہے جس کے دو نقصانات ہوئے ہیں: ۱۔ تحریک اسلامی کو دفاعی پوزیشن اختیار کرنی پڑی' ۲۔ تحریک اسلامی عوامی تحریک نہ بن سکی۔ لیکن اب صورت حال تبدیل ہو رہی ہے۔ لبنانی پارلیمنٹ میں پہنچنے کے بعد آغاز میں بڑی دقتیں پیش آئیں۔ اندر سیاسی لابی کی تشکیل تو کجا' طریقہ کار اور منہاج و اسلوب کو سمجھنے میں کافی وقت لگا مگر رفتہ رفتہ الجماعة الاسلامية عقائد و افکار اور عام بنیادی اخلاقیات سے متعلق قانون سازی میں موثر ثابت ہونے لگی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ تحریک اپنی اشرافی سطح سے نیچے اتر کر عوامی تحریک بنی۔ انداز گفتگو' اسلوب تحریر و تقریر' مسائل کے تجزیہ و پیش کش ہر سطح پر عوام کی دلچسپی اور معیار کو سامنے رکھا جانے لگا اور

تحریک اسلامی عوام کے دلوں کی دھڑکن بننے لگی۔ اب جو لٹریچر دعوت و تبلیغ کے لیے شائع ہو رہا ہے اس میں عوامی ذوق و معیار کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کو اس میں سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔

عالمی اسلامی تحریکات کو داخلی سطح پر درپیش بحرانوں کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر فتحی یکن نے کہا کہ اس سیاق میں دو پہلو بہت اہم ہیں:

۱۔ معاشرتی' معاشی' سیاسی' دعوتی' تنظیمی اور منصوبہ بندی کی تمام سطحوں پر قیادت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے مطلوبہ صفات اور صلاحیتوں کی بڑی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اس طرح کی صلاحیتوں کی نشوونما اور نئے کیڈر کی فراہمی وقت کا اہم ترین مسئلہ ہے۔

۲۔ اسلامی کاز کی سطح پر باہم متصادم تکثیریت بہت سنجیدہ مسئلہ ہے۔ ہر اسلامی گروہ دوسرے پر خط تنسیخ پھیرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں مطلوب یہ ہے (ان کان لابد من التعددیة فیجب ان تکون تعددیة توافقیة وتعاونیة وتکاملیة ولیست تعددیة تصادمیة) یعنی اگر مختلف گروہوں کا وجود ناگزیر ہو تو ان کے درمیان لازمی طور پر توافق' تعاون اور تکامل ہو۔ وہ باہم معرکہ آرا نہ ہوں (ہفت روزہ المجتمع' کویت' شمارہ ۱۱۵۲' ۸ محرم ۱۴۱۶ھ / ۶ جون ۱۹۹۵ء' ص ۲۲)۔

ان کی چند اہم کتابوں کے نام یہ ہیں:

○ المتغیرات العالمیة والدور المنشود (عالمی تبدیلیاں اور اسلام کا مطلوبہ کردار) ○ مشکلات الدعوة والداعیة (دعوت اور داعیان کرام کے مسائل) ○ کیف ندعوا الی الاسلام (ہم دعوت کا کام کیسے کریں؟) ○ نحو حرکة اسلامیة عالمیة واحدة (ایک عالمی اسلامی تحریک کے قیام کی ضرورت)۔

ڈاکٹر سعید رمضان (۱۹۲۶ء - ۱۹۹۵ء)

ڈاکٹر سعید رمضان جنیوا سوئٹزرلینڈ میں ۶۹ سال کی عمر میں ۵ اگست ۱۹۹۵ء کو انتقال کر گئے۔ جسد خاکی قاہرہ لایا گیا۔ مسجد رابعہ عدویہ نصر سے جنازہ کی میت میں لاکھوں آدمیوں نے شرکت کی۔ ۹ اگست کو استاذ اور معلم امام حسن البنا شہید کے جوار میں البساتین قبرستان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ مصر اور عالم اسلام کی تنظیم الاخوان المسلمون اور اسلامی تحریکات نے ایک عزیز دوست' ایک عظیم مجاہد' شعلہ بیان خطیب' ممتاز مفکر و مصنف اور اخوان المسلمون جماعت کی صف اول کے رہنما اور داعی کی رحلت پر گہرے دکھ اور قلبی غم و تاسف کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر سعید رمضان البوطی مصر کے شہر طنطا میں ۱۲ اپریل ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے اور اس شہر کی اخوان شاخ کے رہنما اور عالم ڈاکٹر البہی الخولی کے ہاتھوں آپ کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ ۱۹۴۶ء میں لا کالج قاہرہ

یونی ورسٹی سے فارغ ہوئے۔ طالب علمی کے دور میں اپنی ایمان افروز، رقت انگیز اور مجاہدانہ شان کی حامل تقریروں کی بدولت بڑے مقبول ہوئے اور یونی ورسٹی میں اخوان کی دعوت اور تحریک سے طلبہ کو بڑے پیمانے پر متعارف کرایا اور ان میں فی سبیل اللہ جہاد و شہادت کا جذبہ پیدا کیا۔

چوتھی دہائی میں اخوان نے ماہنامہ مجلہ الشہاب جاری کیا تو ڈاکٹر رمضان ۴۸-۱۹۴۷ء میں اس کے مدیر مقرر ہوئے۔ امام حسن البنا آپ سے قریبی لگاؤ اور قلبی تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۴۹ء میں امام کی شہادت عمل میں آئی تو ڈاکٹر رمضان نے تعلق خاطر کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے آپ کی بڑی صاحبزادی سے نکاح کر لیا جن سے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئیں۔ پہلے صاحبزادے کا نام ایمن ہے جو سوئٹزرلینڈ کے ایک ماہر ڈاکٹر ہیں۔ دوسرے صاحبزادے کا نام ڈاکٹر ہانی ہے جنھوں نے جامعہ ازہر سے فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ یورپ میں دعوت اسلامی کے کام میں معروف ہیں۔ تیسرے صاحبزادے کا نام طارق ہے جنھوں نے ڈاکٹریٹ مکمل کر لیا ہے۔ یہ سوئٹزرلینڈ کے ایک معروف ہفت روزہ میں اسلام اور مسلمانوں کے مسائل پر مسلسل لکھتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد بلال اور یاسر اور صاحبزادی اروی ہیں۔

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد یہاں کی زیارت کرنے والے اولین اخوانی وفد کی ۱۹۴۸ء میں آپ نے قیادت کی اور عالم اسلام میں ہمیشہ اس کی حمایت اور تائید میں سرگرم رہے۔ بعد میں متعدد بار ہندستان، پاکستان اور جنوب مشرقی ایشیا کا سفر کیا اور یہاں کے دینی، دعوتی اور تربیتی پروگراموں میں لیکچر دیا۔

آپ نے مجلہ الشہاب کے بعد ۱۹۵۱ء میں قاہرہ سے ماہنامہ المسلمون نکالا۔ یہ رسالہ پانچویں دہائی میں عالم اسلام کے ممتاز حامیوں، مصنفوں اور ادبا کا ترجمان بن گیا تھا اور اس کا معیار کافی بلند تھا۔ اخوان کے انقلابی کونسل سے اختلافات ہوئے تو حکومت نے رسالہ بند کر دیا۔ ۱۹۵۴ء میں کچھ دنوں کے لیے آپ جیل میں بند کر دیے گئے۔ اسی سال اخوان کو خلاف قانون قرار دیا گیا اور دار و گیر کا ہنگامہ برپا ہوا تو ڈاکٹر رمضان دعوت اخوان کی امانت سینے سے لگائے ملک سے باہر نکل گئے۔ آپ کی عدم موجودگی میں عوامی عدالت میں آپ کے خلاف مقدمہ چلا اور آپ کے خلاف قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔ مصری حکومت نے سب سے پہلے آپ کی شہریت غصب کی۔ ملک سے باہر رہ کر آپ نے حکومت کے مظالم پر مسلسل لکھا اور ناصری دور کے استبداد اور بدترین آمریت سے برابر پردہ اٹھاتے رہے۔ نتیجے کے طور پر حکومت نے متعدد بار آپ کو قتل کرانے کی سازش کی لیکن وہ ناکام رہی اور اللہ نے غیب سے آپ کی مدد کی۔

مصر سے نکلنے کے بعد ڈاکٹر سعید رمضان البوطی نے قدس، شام، لبنان اور اردن میں کچھ وقت گزارا۔ اردن کے دوران قیام میں آپ ۱۹۵۳ء میں مؤتمر العالم الاسلامی کے جنرل سیکرٹری رہے۔ آپ نے سعودی عرب میں بھی قیام کیا اور اس دوران رابطہ العالم الاسلامی کی تاسیس ہوئی، تو اس میں پیش پیش رہے۔ پھر

یورپ منتقل ہو گئے اور ۱۹۵۸ء میں جنیوا میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ وہاں دعوت اسلامی کے مقاصد کو فروغ دینے کے لیے ۱۹۶۱ء میں اسلامی سنٹر قائم کیا۔ یورپ میں مغربی مسلمانوں میں وحدت و اخوت قائم کرنے اور فکر اسلامی کو موثر اور بار آور بنانے میں اس مرکز نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ ڈاکٹر سعید رمضان البوطی نے ۱۹۵۹ء میں کولون یونی ورسٹی جرمنی سے قانون میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ مصری حکومت نے ۱۹۵۵ء میں شہریت سے محروم کیا تو اردن، سعودی عرب اور پاکستان کی حکومتوں نے آپ کو ویزے دیے۔ آپ نے عالم عرب، عالم اسلام اور یورپ کے بیشتر ملکوں کے دورے کیے اور وہاں اخوان کی فکر، طریق کار اور اصولوں کو عام کیا۔ وہ یورپ میں اخوان کے سب سے بڑے وکیل اور ترجمان سمجھے جاتے تھے (ہفت روزہ المجتمع، کویت، شمارہ ۱۱۶۲، ۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ / ۱۵ اگست ۱۹۹۵ء، ص ۳۱)۔

آپ کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں: ○ فقه السيرة النبوية مع موجز التاريخ الخلافة الواشدة (سیرت نبوی مع مختصر تاریخ، خلافت راشدہ) ○ Three Major Problems Confronting the World of Islam (عالم اسلام کو درپیش تین اہم مسائل) ○ Islamic Law: It's Scope and Equity

(جاری)

فہم قرآن میں اضافے کے لئے فنی کتاب ''قواعدِ زبانِ قرآن'' کا مطالعہ کیجئے۔

یہ کتاب متعلمین و مدرسین قرآن دونوں کے لئے نہایت مفید ہے۔

1	قواعد زبانِ قرآن	خلیل الرحمٰن چشتی	250 روپے
2	حدیث کی اہمیت و ضرورت	خلیل الرحمٰن چشتی	35 روپے
3	توحید اور شرک	محمد خان منہاس	15 روپے
4	رسالت	محمد خان منہاس	15 روپے
5	اسلام میں آخرت کا تصور	محمد خان منہاس	15 روپے
6	نماز	محمد خان منہاس	15 روپے
7	نصاب برائے حفظ	محمد خان منہاس	25 روپے

ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہو گا۔ سات (7) کتابوں کے مکمل سیٹ کی قیمت مع ڈاک خرچ =/400 روپے ہے، کتابیں وی پی نہیں کی جائیں گی، منی آرڈر یا ڈرافٹ کا پہلے آنا لازمی ہے۔

مطبوعاتِ الفوز اکیڈمی
اسلام آباد

317, Street 16, F-10/2, Islamabad.
Tel : 051 - 251 933
Fax : 051 - 254 139